ندائے
یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
مجدد برحق امام احمد رضا خان
مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی
رکاتی پبلشرز
چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی
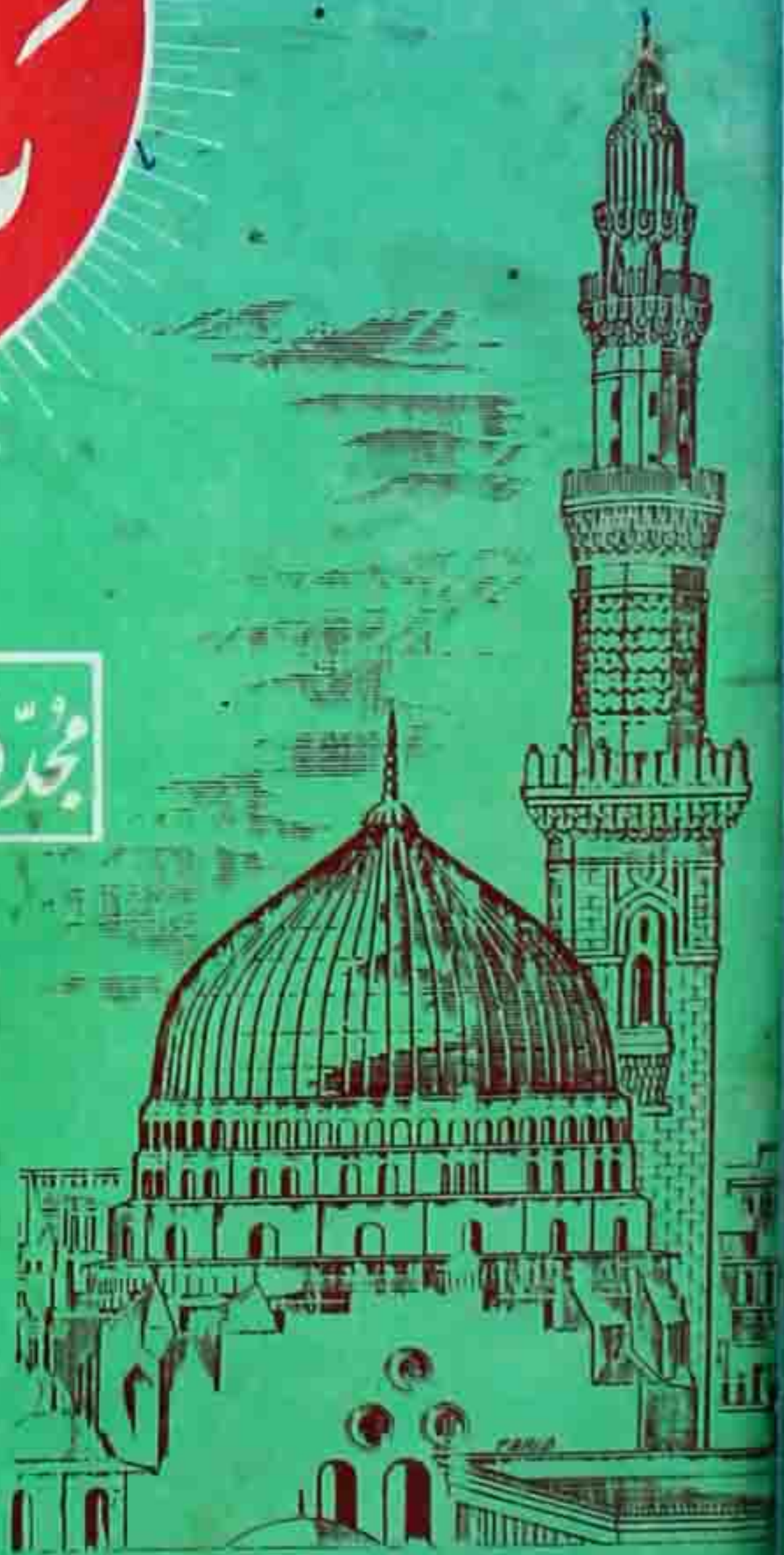
# ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## انوار الانتباہ

فی حلِ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از

مجددِ برحق امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب اعظمی

اسلامی کتب خانہ
اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

ناشر

برکاتی پبلشرز
۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ
کھارادر کراچی نمبر۲

نام کتاب ــــ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف ــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ
مفتی عبد المنان صاحب
ناشر ــــ برکاتی پبلشرز،
تصیح ــــ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب
صفحات ــــ ۷۲
طباعت ــــ بار دوم ، جون ۱۹۸۸ء
قیمت ــــ Rs 8.25

## تقسیم کار

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد
شارع مفتی خلیل خان نزد ہوم اسٹیڈ ہال حیدر آباد

ضیاء الدین پبلی کیشنز
جی ۔ کے ۴/۱۷ نزد شہید مسجد کھارادر کراچی فون ۲۲۰۳۹۵

بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترامِ نبوت کا کما حقہٗ پاسدار
مسلکِ اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کا صحیح ترجمان
قرآن پاک کا صحیح اور سب سے زیادہ مقبول ترجمہ
کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی زبان
کنز الایمان
ترجمۂ قرآن (اردو)
اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز
قاری محمد ظفر احمد ابن مفتی محمد مظفر احمدؒ کی خوش الحان تلاوت قرآنِ پاک۔
محترم سید محمد علی حمزہ گوھر کے منفرد انداز میں ترجمۂ قرآن۔
جدید ترین اسٹوڈیو میں ماہرین کی زیرِ نگرانی اسٹیریو ریکارڈنگ۔
تیس کیسٹوں پر مشتمل مکمل سیٹ۔ ہر پارہ علیحدہ کیسٹ میں۔
منجانب: ضیاء ٹیپ لائبریری
میمن مسجد مصلح الدین گارڈن
پوسٹ بکس نمبر ۱۳۲۲۵-کراچی ۲
(فون) ۲۲۶۵۶۸
تعاون: آن اسٹوڈیو۔ (آن ڈیکوریشن) - میٹھادر۔ کراچی

# فہرست مضامین

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یا اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بَیِّنُوْا بِالْکِتَابِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اُولِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا

# الجواب

کلماتِ مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مُضِل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی و مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ، تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القریٰ

شرح ام القریٰ امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاہلال لفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح مذیل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابن خزیمہ و امام ابو القاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ [1]

" الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔"

---

[1] ابو عیسےٰ ترمذی ، ترمذی شریف مطبع امین کمپنی اردو بازار دہلی ج ۲ ص ۱۹۷

محمد بن یزید قزوینی ؛ ابن ماجہ شریف احیاء التراث العربی ج ۱ ص ۴۴۱

امام حاکم ، مستدرک دار الفکر بیروت ج ۱ ص ۵۱۹

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے:

إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى
عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي
حَاجَتِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَشَكَى
ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ
ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَيَقْضِي حَاجَتِي وَتَذْكُرُ
حَاجَتَكَ وَرُحْ إِلَيَّ حَتّٰى أَرُوحَ مَعَكَ۔

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتّٰى أَخَذَهُ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى
الطِّنْفِسَةِ وَقَالَ مَا حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا ثُمَّ قَالَ
مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتّٰى كَانَتْ هٰذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ
لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْتِنَا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ
عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ جَزَاكَ اللّٰهُ
خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتّٰى كَلَّمْتَهُ فِيَّ
فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمْتُهُ
وَلٰكِنْ شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ
رَجُلٌ ضَرِيرٌ فَشَكَا إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

أُدْعُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمٰنُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيْثُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ ضُرٌّ قَطُّ [1]

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالے عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین سے تھے) یوہیں کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] امام طبرانی: معجم صغیر ص ۱۰۳

ملے اور کہا اللہ تعالٰی نے تمہیں جزائے خیر دے۔ امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔"

امامِ طبرانی پھر امامِ منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح، امامِ بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابنِ بشکوال روایت کرتے ہیں :-

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَامُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ[عہ]

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے بآوازِ بلند کہا یا محمداہ! فورًا پاؤں کھل گیا۔"

امامِ نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس

---

[1] محمد بن اسماعیل بخاری ، کتاب الادب المفرد — مطبوعہ مکتبہ ص ۲۵۰

[عہ] و لفظ البخاری ص۱۹۱ خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد ۱۲ منہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سُو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہو گیا۔[1] اور یہ امران دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاءِ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :-

هٰذَا مِمَّا تَعَاهَدَهٗ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ[2] عــه

حضرتِ بلال بن الحارث مزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ! پھر حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی ذَكَرَهٗ فِي الْكَامِلِ[3]

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے اور اجلۂ تبع تابعین و اکابرِ ائمہ مجتہدین سے ہیں، سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور! اور ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَيْنِ۔ عــه

---

[1] امام نووی : کتاب الاذکار مطبع مکتبہ دار التعاون، مکہ ص ۱۳۵

[2] شہاب الدین خفاجی : نسیم الریاض دار الفکر، بیروت ج ۲ ص ۳۵۵

[3] ابن اثیر : تاریخ کامل دار الصادر، بیروت ج ۲ ص ۵۵۶

عــه (ترجمہ) یا محمداہ کہنا اہلِ مدینہ کا معمول تھا۔ عــه قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔

ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں:

رَأَیْتُہٗ وَعَلٰی رَأْسِہٖ قَلَنْسُوَۃٌ اَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَکْتُوْبٌ فِیْھَا مُحَمَّدٌ یَا مَنْصُوْرُ ذَکَرَہٗ فِیْ تَہْذِیْبِ التَّہْذِیْبِ وَغَیْرِہٖ عہ[1]

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے :-

سُئِلَ عَمَّا یَقَعُ مِنَ الْعَامَّۃِ مِنْ قَوْلِھِمْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ یَا شَیْخَ فُلَانٍ وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِسْتِغَاثَۃِ بِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ وَھَلْ لِلْمَشَائِخِ اِغَاثَۃٌ بَعْدَ مَوْتِھِمْ اَمْ لَا فَاَجَابَ بِمَا نَصُّہٗ اَنَّ الْاِسْتِغَاثَۃَ بِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِیْنَ جَائِزَۃٌ وَلِلْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ اِغَاثَۃٌ بَعْدَ مَوْتِھِمْ الخ عہ

یعنی ان سے استفسار ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔"

علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب دُرِ مختار فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں:-

قَوْلُھُمْ یَا شَیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ

---

[1] ابو عبد اللہ محمد بن احمد : میزان الاعتدال دار المعرفۃ للطباعۃ، بیروت ج ۲ ص ۵۸۴

عہ (ترجمہ) میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ بھر لمبی ٹوپی رکھتے تھے جس میں لکھا تھا "محمد یا منصور"۔

عہ الشیخ حسن العدوی الحمزاوی : مشارق الانوار (المکتبۃ اشرفیہ، مصر) ص ۵۹

لِحُرْمَتِہٖ [1]

" لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے، پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟"

سیّدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں :-

سُئِلْتُ عَمَّنْ یَقُوْلُ فِیْ حَالِ الشَّدَائِدِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ یَاعَلِیُّ اَوْ یَاشَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ مَثَلاً ھَلْ ھُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا؟ اَجَبْتُ نَعَمْ اَلْاِسْتِغَاثَۃُ بِالْاَوْلِیَآءِ وَنِدَآؤُھُمْ وَالتَّوَسُّلُ بِھِمْ اَمْرٌ مَّشْرُوْعٌ وَشَیْءٌ مَّرْغُوْبٌ لَایُنْکِرُہٗ اِلَّا مُکَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَقَدْ حُرِمَ بَرَکَۃَ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ الخ

یعنی " مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یارسول اللہ یا یاعلی یا یاشیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور اُن کے ساتھ توسّل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد اور بے شک وہ اولیاءِ کرام کی برکت سے محروم ہے۔"

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیاءِ عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے :-

فَاَسَرَہُ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ لَھُمُ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ

---

[1] علامہ خیر الدین رملی : فتاوٰے خیریہ (مطبوعہ ارگ بازار قندھار، افغانستان) ج ۲ ص ۲۸۲

الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِيْ وَتَدْخُلُوْنَ فِي النَّصْرَانِيَّةِ فَاَبَوْا وَ قَالُوْا يَا مُحَمَّدَاهْ۔

یعنی "ایک بار نصاریٰ اسے روم انہیں قید کر کے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دونگا تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یامحمّداہ"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اُس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالےٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں اُن کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا:

مَا كَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَةَ الَّتِيْ رَاَيْتَ حَتّٰى خَرَجْنَا فِي الْفِرْدَوْسِ۔

"بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے۔"

امام فرماتے ہیں:۔

كَانُوْا مَشْهُوْرِيْنَ بِذٰلِكَ مَعْرُوْفِيْنَ بِالشَّامِ فِي الزَّمَنِ الْاَوَّلِ

"یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور اُن کا یہ واقعہ معروف"

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازانجملہ یہ بیت ہے ؎

سَيُعْطِي الصَّادِقِيْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ
نَجَاةً فِي الْحَيٰوةِ وَفِي الْمَمَاتِ[1]

---

[1] جلال الدین سیوطی، امام: شرح الصدور، مطبوعہ خلافت اکیڈمی، سوات ص ۸۹، ۹۰ (بحوالہ عیون الحکایات)

"قریب ہے کہ اللہ تعالٰی سچے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت سے حیات وموت میں نجات بخشے گا"

یہ واقعہ عجیب نفیس وروح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام در امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے مَنْ شَآءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ، یہاں مقصود ذر ہے کہ مصیبت میں یارسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت وشہادت اور جنت الفردوس میں جگہ پانی، کیا معنٰے اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر ل؟ اور ان ائمۂ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت وولایت کس وجہ سے تسلیم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کَمَا ذَكَرَهٗ فِي الرِّوَايَةِ نَفْسِهَا اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کَمَا ذَكَرَهُ الْاِمَامُ السُّيُوْطِيُّ فِي تَارِيْخِ الْخُلَفَاءِ[۱]

ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین وتبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی تھے لاا قل تبع تابعین سے تھے وَاللّٰهُ الْهَادِيْ۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادٰى بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِيْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ لَهٗ وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَيَذْكُرُنِيْ ثُمَّ يَخْطُوْ اِلٰى جِهَةِ الْعِرَاقِ اِحْدٰى عَشَرَةَ خُطْوَةً يَذْكُرُ

---

[۱] سیوطی فرماتے ہیں طرسوس کی تعمیر ابوسلم نے کی۔ شرح الصدور، عربی، ص ۸۹ ۱۲ قادری

فِيْهَا اِسْمِيْ وَيَذْكُرُ حَاجَتَهٗ فَاِنَّهَا تُقْضٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ؎

یعنی "جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسّل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے، اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے"

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مولانا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء و ائمہ قرات و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین عبد الرزاق نور اللہ مرقدہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور

---

؎ امام ابو الحسن نور الدین علی : بہجۃ الاسرار مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰۲

ہے اور اُس کے مصنف علمائے قرارت سے عالمِ معروف و مشہور اور ان کے احوالِ[۱] شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور[۲]

امام شمس الدین ذہبی کہ علمِ حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اُس جناب کی مجلسِ درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن الجزری مصنّفِ حصنِ حصین اُس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں، انہوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اُس کی سند و اجازت حاصل کی[۳]

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نماز مبارک کا دلائلِ شرعیہ و اقوال و افعالِ علماء و اولیاء سے ثبوتِ جلیل فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے رسالہ "اَنْہَارُ الْاَنْوَارِ مِنْ یَمِّ صَلٰوۃِ الْاَسْرَارِ" میں ہے فَعَلَيْكَ بِهَا تَجِدُ فِيْهَا مَا يَشْفِي الصُّدُوْرَ وَيَكْشِفُ الْعَمٰى وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہّاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں:۔

"سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، بآواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، اُدھر ابنِ عمر حاکمِ صعید کو بحکم سلطان جقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابنِ عمر نے فقیر کا ندا کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا

---

[۱] امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا، یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ

[۲] عبد الحق محدث دہلوی، شیخ محقق، زبدۃ الآثار، فارسی (بکسنگ کمپنی بمبئی ۱۳۰۴ھ) ص ۲

[۳] ایضاً : ص ۳

میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدُ یَا غَمْرِیْ لَاحِظْنِیْ اے میرے سردار اے محمد غمری مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا۔"[1]

اُسی میں ہے :

"سیّدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرمارہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اُس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے، جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدّت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالٰی حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یاسیّدی محمد یا حنفی! اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اُس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر اُلٹا ہوگیا اور مجھے بہ برکت حضرت اللہ عزّ وجل نے نجات بخشی"[1]

اُسی میں ہے :-

"ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں یاسیّدی اَحْمَدُ یَا بَدَوِیُّ خَاطِرُکَ مَعِیْ اے میرے سردار! اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیّدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے

[1] عبدالوہاب شعرانی امام : طبقات الکبریٰ مطبوعہ مکتبہ مصطفےٰ البابی، مصر ج ۲ ص ۹۴

فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیّدی محمد یا حنفی! کر یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ اُن بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا"۔[1]

اسی میں ہے حضرتِ ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے:۔

"مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ إِلَى قَبْرِي وَيَطْلُبُ حَاجَتَهُ أَقْضِهَا لَهُ فَإِنَّ مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ غَيْرُ ذِرَاعٍ مِنْ تُرَابٍ وَكُلُّ رَجُلٍ يَحْجُبُهُ عَنْ أَصْحَابِهِ ذِرَاعٌ مِنْ تُرَابٍ فَلَيْسَ بِرَجُلٍ"[2]

"جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے، میں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کاہے کا؟"

اسی طرح حضرت سیّدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوالِ شریفہ میں لکھا:۔

كَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُوْلُ أَنَا مِنَ الْمُتَصَرِّفِيْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ إِلَى قُبَالَةِ وَجْهِي وَيَذْكُرُهَا لِي أَقْضِهَا لَهُ۔[3]

---

[1] عبد الوہاب شعرانی، امام : طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۹۴

[2] ایضاً، ص ۹۶

[3] ایضاً، ص ۱۰۵

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرّف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں رَوا فرما دوں گا۔"

اُسی میں ہے :-

"مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی، انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی یَا شَیْخَ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ ! اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے[1]

اسی میں سیدی موسےٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں :-

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ [2]

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد"

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دھلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر

---

[1] عبدالوہاب شعرانی، امام : طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲

[2] ایضاً ج ۲ ص ۲۱

دیکھو ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ



مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاؤ الحق والدین بن ابراہیم وعطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں :-

"ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد ! درو دوطریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راست بگوید و یا محمد را در چپا بگوید و در دل ضرب کند یارسول اللہ ! طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید و چپا یا محمد و در دل دہم کند یا مصطفٰے۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبرئیل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ ندار را از دل بکشد طرف راستا بُرد ولفظ شیخ را در دل ضرب کند" لہ

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمٰن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ نے قریبِ انتقال ارشاد فرمایا :-

"از رفتنِ من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالےٰ بعد از صد وپنجاہ سال بر روحِ شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالےٰ تجلی کردہ مرشدِ او شد"

اور فرمایا :-

"در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شما را ممد باشم در ہر لباسے کہ باشم"

اور فرمایا : "درعالم مارا دو تعلق ست یکے بہ بدن ویکے بشما وچوں بہ عنایتِ حق سبحانہ

وتعالےٰ فرد و مجرد شوم و عالم تجرید و تفرید روئے نماید آں تعلق نیز ازآں شما خواہد بود۔[1]

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں :-

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاخَیْرَ خَلْقِہٖ

وَیَاخَیْرَ مَاْمُوْلٍ وَّیَاخَیْرَ وَاھِبٖ

وَیَاخَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ

وَمَنْ جُوْدُہٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبٖ

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ

اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبٖ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں :-

" (فصل یازدہم) در ابتہال بجناب آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ اے بہترین خلقِ خدا! و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود! اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالۂ مصیبتے و اے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باران بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگال ہا او۔"[2]

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں :-

" ذکر بعض حوادثِ زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم "[3]

اسی کی فصلِ اوّل میں لکھتے ہیں :-

" بہ نظرمے آید مرا مگر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن

---

[1] عبدالرحمٰن جامی، مولانا : نفحات الانس (اردو) مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ص ۴۰۲

[2] ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ : اطیب النغم (مجتبائی دہلی) ص ۲۲

[3] ایضاً : ص ۲

اندوہگین ست در ہر شدتے [1]

یہی شاہ صاحب مدحیہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں ؎

يُنَادِي ضَارِعًا بِخُضُوعِ قَلْبٍ ... وَذُلٍّ وَّابْتِهَالٍ وَّالْتِجَاءٍ
رَسُوْلَ اللهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا ... نَوَالَكَ اَبْتَغِيْ يَوْمَ الْقَضَاءِ
اِذَا مَا حَلَّ خَطْبٌ مُّدْلَهِمٌّ ... فَاَنْتَ الْحِصْنُ مِنْ كُلِّ الْبَلَاءِ
اِلَيْكَ تَوَجُّهِيْ وَبِكَ اسْتِنَادِيْ ... وَفِيْكَ مَطَامِعِيْ وَبِكَ ارْتِجَائِيْ

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :-

"فصل ششم) در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات و التسلیمات، ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل واظہار بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطائے ترا مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من اھ ملخصاً [2]

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لئے ایک

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : اطیب النغم مطبوعہ مجتبائی، دہلی ص ۴

[2] ایضاً : مطبع مجتبائی ص ۳۲

[3] نوٹ : الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں، دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ، لاہور نے وصاف النبیہ کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری

ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں :-

" اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شَیْئًا لِلّٰہِ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ "

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدّتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور اُن کے استاذ مولٰنا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں " شیخ معمر ثقہ " کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور اُن کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبد الملک اور اُن کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سیّد صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حَیَاۃُ الْمَوَاتْ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَاتْ کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع و اعلیٰ امام العلماء نظام الاولیاء حضرت سیّدی احمد زرّوق مغربی قدس سرہ استاذ امام شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدحِ عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علوِّ باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں،

اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا :-

" بالجملہ مردے جلیل القدر ست کہ مرتبۂ کمالِ اُو فوق الذکر است "

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِّشَتَاتِہٖ ۔۔۔ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَۃٍ

وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضِیْقٍ وَّ کَرْبٍ وَّ وَحْشَۃٍ ۔۔۔ فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ [1]

یعنی " میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدّی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زروق ! میں فوراً آ موجود ہوں گا ۔"

علّامہ زیادی پھر علّامہ اجہوری صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مشہورہ پھر علّامہ داؤدی محشّی شرح منہج پھر علّامہ شامی صاحبِ رد المحتار حاشیۂ درِ مختار گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ بلندی پر جا کر حضرت سیّدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں ندا کرے کہ یا سیّدی احمد یا ابن علوان ۔ شامی مشہور و معروف کتاب ہے ، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہاشِ تکملہ پر ذکر کی ۔

غرض یہ صحابۂ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کیئے ۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہیے کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے لیکر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں ؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی : بستان المحدثین ۔ مطبوعہ سعید کمپنی ، کراچی ص ۳۲۵

[2] [illegible]

کفر و شرک کا فتوٰے جاری کریں تو اُن سے اتنا کہیئے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور جان لیجئے کہ جس مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتوٰے دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ اَلنَّہْیُ الْاَکِیْدُ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَرَاءَ عِدَی التَّقْلِیْد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہِ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ و یاعلی و یاحسین و یاغوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کافر ہیں تو اُن پر لازم کہ نئے سر سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ درِمختار میں ہے مَا فِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَ التَّوْبَۃِ وَ تَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔

**فائدہ :۔** حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے 'التحیات' ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ" سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں"۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانۂ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود اُن لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی ندا، حاشا وکلّا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ فتاوٰے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے :-

لَابُدَّ اَنْ یَقْصُدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ مَعَانِیَہَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَہَا مِنْ عِنْدِہٖ کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَ یُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَعَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے :-

(وَیَقْصُدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ) مَعَانِیَہَا مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی وَجْہِ (الْاِنْشَاءِ) کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ (لَا الْاِخْبَارَ) عَنْ ذٰلِکَ ذَکَرَہٗ فِی الْمُجْتَبٰی [2]

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں :-

یَقْصُدُ مَعَانِیَہٗ مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی اَنَّہٗ یُنْشِئُہَا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا مِّنْہُ [3]

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلوٰۃ و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماورا میں ناجائز حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ و سیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام

---

[1] فتاوٰے عالمگیری — مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور — ج۱ — ص ۷۲

[2] تنویر الابصار مع دُرّ و رد المحتار — مطبوعہ بیروت — ج۱ — ص ۳۴۲

محمد عبد الباقی زرقانی — شرح مواہب اللدنیہ — مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت — ج۵ — ص ۳۳۷

[3] حسن شرنبلالی، علامہ، مراقی الفلاح مع شرح الطحطاوی (مطبعۃ الازہریہ بمصر) ص ۱۶۵

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین واعزا و اقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیًّا فَیَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالِھِمْ [1]

یعنی "کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اعمالِ امت ہر صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔" (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتابِ مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لئے اسی قدر وافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اِکْفِنَا شَرَّ الْمُضِلِّیْنَ یَا کَافِیْ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الشَّافِیْ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حُمَاۃِ الدِّیْنِ الصَّافِیْ اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

---

[1] محمد عبدالباقی زرقانی، امام [illegible] شرح مواہب اللدنیہ [illegible]

{ قاضی غلام یٰسین رحمہ اللہ تعالیٰ (ڈیرہ غازیخاں) کے نام امام احمد رضا بریلوی کا یہ مکتوب جناب
نظامی کے توسط سے ملا، آئندہ صفحات میں اِس مکتوب کا عکس ملاحظہ کیا جاتے۔ }

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

# امام احمد رضا بریلوی کا غیر مطبوعہ مکتوب

ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

لطف نامہ تشریف لایا، ممنونِ یادآوری فرمایا۔ مولانا! زمانہ غربتِ اسلام ہے بدأ الاسلام
[غریب]ا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء غربت کیلئے کس مپرسی لازم ہے سُنّیوں میں عوام کی توجہ لہو و
[لعب] و ہزل کی طرف اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ، سب اپنے
[م]ذہب کی نصرت وحمایت واشاعت میں کمربستہ ہیں، مال سے اعمال سے اقوال سے سُنّیوں
[کا کو]ن پوچھا ہے، وقت ہی شیُوعِ ضلالت کا ہے، ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے
[باہر ہو]ں، ماں باپ کو گالی دے اُس کے خون کے پیاسے ہوں اُس وقت تہذیب بالائے
[طاق] رہتی ہے، ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے،
[ان] کو منہ بھر کر گالیاں دینے والے لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں، اِن بکنے والوں کا نام ذرا
[نر]می سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالتِ ایمان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون،
ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ! قرآنِ عظیم بھی نامہذّب ہے فَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
[مَّهِينٍ] هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ =
[يَا أَيُّهَا] النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ = وَقَاتِلُوا الَّذِينَ
[يَلُونَكُ]م مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً = وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ = وَلَا
[تَأْخُذْ]كُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ۔

تَقَرَّبُوْا اِلَی اللّٰہِ بِبُغْضِ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ وَالْقَوْھُمْ بِوُجُوْہٍ مُّتَقَبِّضَۃٍ ۔

بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہو گئی ہے۔ ماں باپ کو بُرا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اُس وقت اخوت و اتحاد کا سبق یاد ہے اللہ و رسول پر جو گالیاں برستی ہیں اُن سے دل پر مَیل بھی نہیں آتا، وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۔

مہر انور جس کا ترجمہ ہے وہ فقہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا، فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح علی قاری و بحر العلوم و ابو المنتہی وغیرہم نے کی۔

فقیر کی چار سو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع نہ ہوئیں، اِن میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہٖ تعالیٰ پورا کرنے والی ہیں جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا، طبع فتاوٰے کا سلسلہ بعونہٖ تعالیٰ پھر شروع ہوا ہے۔ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔

تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے، افطار بالتحری، تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال، یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ اور صاف ارشاد ہے کہ ان اللہ مدّہ للرؤیتہ آج تک تمام جہان میں کوئی اِس کا قائل نہیں کہ نہ رؤیت ہو نہ شہادت، تحری کر کے عید کریں، جاء واحد من خارج المصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔

اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں؟ خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے، مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتوٰے میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اس کا باقی ہے حاضر کرتا ہوں، رسید و خیریت سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

فتوٰے اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہو تو اس میں اسے بھی شامل فرمالیں اس میں اُدرجگہ کی مہریں بھی ہیں۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولٰنا المکرم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ لطف نامہ تشریف لایا ممنون ہوا یاد آوری فرمایا ۔

مولٰنا زمانہ غربت اسلام ہے بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء

غربت کیلئے کیوں یہی لازم ہے سنیوں میں عوام کی توجہ لہو ولعب ومشاغل کیطرف ہیں

اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ سب اپنے اپنے

مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت دین کی بستہ ہیں حال سے اعمال سے اقوال

سے سنیوں کو کون پوچھتا ہے وقت ہے شیوع ضلالت کا ہے انکو اگر کوئی آگاہ

کیجے جلسے سے جہاں ماں باپ کو گالی دیدی اوسکے خون کے پیاسے ہوں اوس وقت

تہذیب بالائے طاق رہتی ہے ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ اونکو مذمت ہو تو گستاخیاں دینی

ولے جو چاہیں بکیں ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیم سے لیا اور نامہذب

وحشت کا خلعت عطا ہوا یہ حالت ایمان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

الوہیت کے نزدیک تو معاذ اللہ قرآن عظیم بھی نامہذب ہے ولا تطع کل حلاف

ہمیں ہمّاز مشّاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک
زنیم یاایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم
یاایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا
فیکم غلظۃ ودوا لو تدہن فیدہنون ولا تاخذکم
بہما رافۃ فی دین اللہ تقربوا الی اللہ ببغض اہل المعاصی والقوہم
بوجوہ مکفہرۃ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہو گئی ہے ماں باپ
کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے تہذیب بالائی کا تقاضا یہی ہے نہ اس وقت اخوت
و اتحاد کا سبق یاد ہے اللہ و رسول پر جو گالیاں برستی ہیں اور ذرے دل پر بل
بھی نہیں آتا وہ کہاں نیچری تہذیب ہے جس سے آئی ہے اللہ اسلام کی اور مسلمانوں کو
توفیق خیر عطا فرمائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
مہر انور کا ترجمہ ہو رہا ہے وہ فقط اگر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو لکھا
لگ گیا تھا فقیر اگر وہ ہے جسکی شرح علی قاری و بحر العلوم و ابو المنتہی وغیرہم نے
کی فقیر کی نظر سے تصانیف میں سے ہے یہ بھی سو بھی طبع ہو کر انہیں دیکھی

ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالٰی پورا کرنیوالی ہیں جسکی طرف آپنے اشارہ کیا
طبع فتاوی کا سلسلہ بعونہ تعالٰی پھر شروع ہوا ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل
تار کی خبر پر افطار کرنا محض بے اصل ہے افطار بالتحری تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال
یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ اور صاف ارشاد ہے
کہ ان اللہ مدہ للرؤیۃ آجتک تمام جہان میں کوئی اسکا قائل نہیں
کہ بے رؤیت ہوئے شہادت کے کرکے عید کرلیں جاء واحد من خارج
المصر [illegible] کا قیاس محض جہل ہے اس رسالہ کے مصنف کوئی بزرگ
ہیں غیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے مدت ہوئی
کلکتہ میں ایک فتوی میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اسکا
باقی ہے حاضر کرتا ہوں رسیدہ خیریت سے مطلع فرمائیے والسلام
فتوی اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہو تو اس میں اسے بھی شامل کر دیجئے
اسمیں اور فتوی کی ضرورت بھی ہے فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
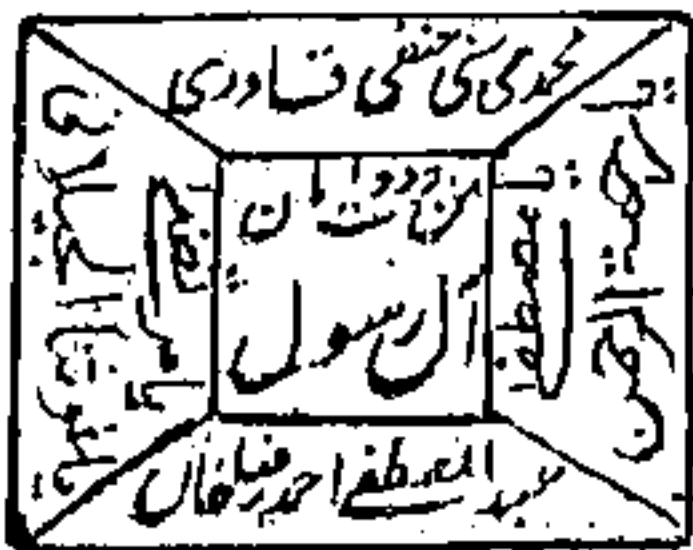
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

# پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا رابطہ

مسلمانوں کو حضور سید عالم، فخر موجودات، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے جو شغف اور تعلق روحانی ہے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔
عہد صحابہ رضی اللہ علیہم سے آج تک مسلمان اپنے اس خصوصی کردار میں ممتاز رہے ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنے رہنما سے وہ عشق اور شیفتگی نہیں رکھتی جو اہل اسلام کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔
یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے مسلمان دل و جان سے ان پر شیدا، اور مجازی معنی میں نہیں حقیقی معنی میں ان کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان کو اپنے روحانی کرب و اضطراب کا مسیحا تصور کرتے ہیں اور جسمانی درد و الم کا مرہم سمجھتے ہیں۔ خلوت و تنہائی ہو یا جلوۃ و انجمن، جوش و مسرت ہو یا رنج و محن ہر عالم میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کا نعرہ لگاتے ہیں، انھیں تصور میں اپنے پاس پاتے ہیں تو انھیں خطاب کرتے ہیں اور ان سے التجا اور فریاد کرتے ہیں۔
اور اس عالم میں چودہ صدیوں کے دبیز پردے، ہزاروں میل کی مسافتیں، شجر و حجر، بحر و بر، موت و حیات اور شہود و غیاب کے حجاب ہیچ اور درماندہ ہوتے ہیں کہ سے بعد منزل نہ بود در سفر روحانی یا

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل  می بینمت عیاں و دعا می فرستمت
نگاہوں سے غائب اور دل میں پوشیدہ  میں تجھکو علی الاعلان دیکھ رہا ہوں و علیک رہا ہوں

# شرک نظر آیا

جب کہ بعض حضرات کو اس خطاب و ندا، استغاثہ و فریاد سے سخت وحشت ہوتی ہے وہ اس کو اسلام کی تعلیمات کے سخت خلاف بلکہ شرک وکفر تک کہا کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ خطاب کے سلسلہ میں عام گمان یہ ہے کہ جو سامنے ہو اسی کو ہم پکاریں اور جس کو دیکھ رہے ہوں اسی کو خطاب کریں اور آواز دیں حالانکہ یہ کلیہ نہ عقلاً درست ہے اور نہ نقلاً

# ندا و خطاب کا اصول

حقیقت امر یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بھروسہ ہو کہ میرا مخاطب میرے خطاب و ندا کو سنتا ہے یا اس سے مطلع ہو جائے گا وہ بلا جھجک اس کو قریب اور دور اور غیبت وحضور سے پکاریگا۔ خواہ[۱] اس طرح کہ اس کی آواز میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اپنی آواز دور دراز پہنچا سکے۔ خواہ[۲] اس طرح کہ سننے والے کے کان میں اتنی طاقت ہو کہ وہ دور دراز کی آواز سن سکتا ہو۔ خواہ[۳] اس طرح کہ اس کا پیغام کوئی لیجا کر مخاطب تک پہنچا دے۔

ان تینوں ہی صورتوں کی مثالیں عالم روحانیت اور عالم محسوسات دونوں ہی عالم میں موجود ہیں (۱) ہر آدمی روزانہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ملنے والوں کو سیکڑوں خطوط، ساری دنیا کے بے شمار مقامات پر روانہ کرتا ہے اور ٹھیک اسی طرح خطاب کرتا ہے۔ جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں اس اعتماد پر کہ ڈاک کا محکمہ اس کو مخاطب تک پہنچا دے گا۔

## عام الرمادمیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط

عام الرمادمیں جب کہ مدینہ مقدسہ اوراس کے ماحول کوایک بھیانک قحط نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے مصرمیں اپنے گورنرحضرت عمروبن العاص رضی اللہ عنہ کوایک خط لکھا۔

اما بعد فلعمری یا عمرو ما تبالی اذا شبعت انت ومن معک ان اھلک انا ومن معی فیا غوثاہ، فیا غوثاہ فیا غوثاہ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے اے عمرو جب تم اور تمہارے ساتھی آسودہ حال ہیں تو تمہیں اس کی پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ساتھی ہلاک ہوجائیں فوراً مدد کو پہنچو فوراً مدد کو پہنچو

عالم مادیات میں یہ تیسری صورت کی مثال ہوئی کہ پیغام رسانی پر اعتماد کرکے خطاب وندار ہوئی۔

(۲) انسان کے گلے سے آواز کی جو لہریں نکلتی ہیں اتنی نحیف وناتواں ہوتی ہیں کہ فرلانگ دو فرلانگ بھی ان کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔

## ریڈیو اور ندائے غیر اللہ

لیکن جب انھیں لہروں کو "ریڈیواسٹیشن" برقی اور ریڈیائی لہروں میں تبدیل کر دیتا ہے تو ان میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ ہوا کے دوش پر سوار سارے عالم میں گردش کرتی رہتی ہیں ~~اور پڑوسی کی خطا اُن سے متورہ رہتی ہے~~ لیکن پھر انہیں لہروں کو ہوائی لہروں میں تبدیل ہو کر ہمارے کانوں کی سماعت کے لائق ہونے کے لئے "ریڈیوسیٹ" کی مقناطیسی طاقت درکار ہوتی ہے جس سے ہم ان بکھری ہوئی آوازوں کو گرفتار کرتے اور

اس انتظام کے بعد ایک آدمی دنیا کے انتہائی کناروں سے دوسرے کنارے کے انسانوں کو خطاب کرتا ہے۔ بلکہ سارے عالم کے انسانوں کو پکارتا ہے اور انھیں اپنا پیغام سناتا ہے جیسے وہ قریب بیٹھ کر اس کا ایک ایک لفظ سن رہے ہیں اس مثال کو اگر "ریڈیو اسٹیشن" کی طرف سے دیکھیے تو ہماری بیان کی ہوئی صورتوں میں پہلی صورت کی مثال ہے کہ ایک شخص نے اپنی آواز اتنی طاقتور بنا لی ہے کہ ایک جگہ سے بیٹھ کر سارے عالم کو اپنی آواز پہنچا سکے اور اگر "ریڈیو سیٹ" کی طرف سے مشاہدہ کیا جائے تو یہ اس امر کی مثال ہے کہ ایک شخص نے "مقناطیسی" طاقت کی مدد سے اپنے کان اتنے طاقتور بنا لئے ہیں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہ کر پوری دنیا کی آواز سن سکے۔ اسی لئے "ریڈیو اسٹیشن" سے بولنے والے کو اس امر کا کوئی استعجاب نہیں کہ میں اتنی دور دراز کے لوگوں کو خطاب کر رہا ہوں نہ سننے والے ہی حیرت و انکار کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اتنی دور سے آواز کیوں دے رہا ہے۔

# فاروق اعظم رضی اللہ علیہ کی ندائے غائبانہ

(۱) عالم روحانیت میں پہلی صورت کی مثال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے مسجد نبوی کے منبر سے سیکڑوں میل دور لڑتے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقام "نہاوند" میں خطاب کیا جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل الفاظ میں نقل فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| اخرج البیہقی والبو نعیم کلاھما فی | بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ |
| ولائل النبوۃ واللالکائی فی شرح | اور اللکائی نے شرح السنہ ابن عربی |

الاولیاء والخطیب رواہ مالک عن نافع عن ابن عمر قال وجه عمر جیشا وراس علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینا عمر یخطب جعل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا ثم قدم رسول الجیش فسأله عمر فقال یا امیر المؤمنین ھزمنا فبینا نحن کذلک اذ سمعنا صوتا ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا فاسندنا ظھورنا الی الجبل فھزمھم اللہ قال قیل لعمر انک کنت یصیح بذلک وذلک الجبل الذی کان ساریۃ عندہ بنھاوند من ارض العجم. قال ابن حجر فی الاصابۃ اسنادہ حسن

(تاریخ الخلفاء صـ۸۶)

مالک انہوں نے نافع انھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ، ایک لشکر پر ساریہ کو امیر بنا کر روانہ کیا تو ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے کہ پکارنے لگے "اے ساریہ پہاڑ" تین بار پکارا کچھ دنوں کے بعد ساریہ کے پاس سے قاصد آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم شکست کھا رہے تھے کہ ہم نے ایک آواز تین بار سنی کہ اے ساریہ "پہاڑ" تو ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لیا اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی تب لوگوں نے حضرت عمر سے کہا اسی لئے اس روز آپ ساریہ کو چیخ چیخ کر بلا رہے تھے اور وہ پہاڑ تو بہت دور عجم کے شہر میں تھا ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ میں اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

# غوث پاک رضی اللہ عنہ کا صدائے غائبانہ سننا اور مدد کو پہنچنا

(۲) اور دوسری صورت کی مثال وہ روایت ہے جس کو امام ابوالحسن نورالدین

علی ابن یوسف نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے

| | |
|---|---|
| اخبرنا ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان البقاع بالقاھرۃ سنۃ ۶۶۳ھ قال اخبرنا والدی بدمشق قال اخبرنا الشیخان ابوعمر عثمان الصریفینی والبو محمد عبدالحق الحریمی ببغداد سنۃ ۵۵۹ھ قال کنا بین یدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ بمدرسۃ یوم الاحد ثالث صفر ۵۵۵ھ۔ | ہم ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں بتایا کہ ان کے والد نے دمشق میں یہ خبر دی تھی کہ مجھ سے یہ واقعہ دو بزرگوں ابو عمر عثمان اور ابو محمد عبدالحق ۵۵۹ھ میں بغداد میں بیان کیا کہ ہم دونوں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں ۵۵۵ھ میں صفر کی تیسری تاریخ اتوار کے دن حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا |

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عجم کے کسی دور دراز علاقہ میں کسی جنگل کے اندر ایک قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اس وقت قافلہ والوں نے آپس میں مشورہ کیا

| | |
|---|---|
| قلنا لو تذکرنا الشیخ عبدالقادر فی ھذا الوقت ونذرنا لہ شیئا ان سلمنا (بہجۃ الاسرار) | ہم نے کہا اگر ہم اس وقت غوث پاک کو یاد کرتے اور اگر اس بلا سے سالم و محفوظ رہتے تو انھیں کچھ نذر کرتے۔ |

آپ نے اتنی دور بغداد میں رہ کر ان کی فریاد سن لی اور اپنی کھڑاؤں ان کی سرکوبی کے لئے فضا میں اچھال دی اور ہیبتناک نعرہ مارا جس کی آواز اس جنگل میں سنی گئی۔ کھڑاؤں نے وہاں پہنچ کر ڈاکوؤں کے سردار کو مار ڈالا اور ڈاکوؤں نے ڈر کر لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

اس تاریخی واقعہ میں دونوں صورتوں کی مثالیں ہیں۔ آپ نے اس مظلوم کی آواز اتنی دور سے سن لی اور اپنی آواز اتنی دور جنگل میں پہنچا دی۔

## اس عالم کی آواز برزخ میں پہنچتی ہے

(۳) رہ گئی تیسری صورت کی مثال کہ روحانی ذریعہ سے کوئی کسی کی بات دوسرے تک پہنچائے تو یہ اتنی واضح ہے کہ صرف مسلمان کے لئے ہی نہیں کافروں تک کے لئے اس کا ذکر احادیث کریمہ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| وما من میت یموت فیقوم باکیھم | کافر کے مرنے کے بعد جب اس کے رشتہ دار |
| فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذالک | اس کو واجبلاہ واسیداہ کہہ کر روتے ہیں |
| الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ و | تو اللہ پاک دو فرشتے اس پر مقرر فرماتا |
| یقولان اھکذا کنت | ہے جو اس کو ٹھونگے مار مار کر کہتے ہیں |
| (مشکوٰۃ ص۱۵۲) | کیا تو ایسا ہی سردار اور پہاڑ تھا۔ |

الغرض! عالم مادیات ہو یا عالم روحانیات ہر جگہ اطلاع و آگاہی اور ندا و خطاب کی یہ تینوں قسمیں جاری و ساری، متداول اور معمول بہا ہیں جس کا انکار نری زیادتی مکابرہ ہے، نری ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ اب صرف یہ واضح کرنا رہ گیا ہے کہ خاص بارگاہ رسالت جناب نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم میں بھی اطلاع و آگاہی کے یہ تینوں طریقے وقوع پذیر اور معمول بہا ہیں یا نہیں تو الحمد للہ کہ احادیث کریمہ میں ان کی تفاصیل بھی موجود ہیں اور مشہور و مقبول ہیں۔

## حضور علیہ الصلوۃ والسلام سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث ذکر فرمائی

| | |
|---|---|
| عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (شفائے قاضی عیاض ج ۲ ص ۶۹) | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ |
| وعن الحسن عنہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث ما کنتم فصلوا فان صلوٰتکم تبلغنی (" ص ۶۸ ") | حضرت حسن آپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جہاں ہو وہیں سے مجھے درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے |

ان احادیث کریمہ میں اس امر سے قطع نظر کہ رد روح سے حدیث نبوی میں کیا مراد ہے؟ یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضور ہر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں قریب سے سلام کرے یا دور سے، بلند آواز سے سلام کرے یا پست آواز سے اور درود و سلام ان کی بارگاہ عظمت میں پہنچتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ خود سن لیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہوں۔

## حضور علیہ صلوٰۃ والسلام تک درود و سلام پہنچائے جاتے ہیں

| | |
|---|---|
| عن ابن مسعود ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغون عن امتی السلام (" ص ۶۹) | حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے عالم میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام میری بارگاہ تک پہنچاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں امت |
| عن ابن عباس لیس احد من امۃ محمد [illegible] | محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] |

(۳۰ صفحہ) | ہے تو وہ آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔
---|---

| | |
|---|---|
| وعن ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا من الصلوٰۃ علی فی اللیلۃ الزھراء والیوم الازھر فانھما یودیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وما من مسلم یسلم علی الا حملھا ملک حتی یودیھا الی ویسمیہ حتی انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا (۳۰ صفحہ) | امام زہری نے اپنی بلاغات میں حضور کا یہ قول ذکر کیا کہ سرکار نے فرمایا کہ روشن دنوں اور منور راتوں میں مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارے درود مجھ تک پہنچائے جاتے ہیں اور زمین پیغمبروں کے جسم نہیں کھاتی اور جو مسلمان بھی مجھے سلام کرتا ہے فرشتے اسے میری بارگاہ عالی تک پہنچاتے ہیں اور اس کا نام لیکر کہتے ہیں یارسول اللہ آپ کے فلاں غلام نے بارگاہ رفعت میں یہ یہ عرض کی ہے۔ |

ان احادیث کریمہ میں کئی امور روح و ایمان میں بالیدگی پیدا کرنے والے ہیں لیکن خاص ہمارے موضوع سے متعلق تو یہ مژدۂ جاں نواز ہے کہ فرشتوں کی ایک پوری فوج اس خدمت پر مامور ہے کہ پوری دنیا کے غلاموں کا سلام اس بارگاہ عظمت و رفعت میں نام لے کر پیش کرے۔ اللہ اللہ اس بزم عالی میں اور ہم سوختہ سامانوں کا ذکر وہ بھی نام بنام

ع مجھ سے بہتر ہے کہ میرا ذکر اس محفل سے ہے۔

# پاس والوں کا سلام خود سنتے ہیں

جاں می دہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنیں حرفے گر از ما می رود

| | |
|---|---|
| ذکر ابوبکر بن شیبہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاً بلغتہ (۰ صـ۶۹) | ابن شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے اس کا سلام خود سنتا ہوں اور جو دور سے سلام کرے اس کا سلام پہنچایا جاتا ہے |
| وعن سلیمان بن سحیم رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت یا رسول اللہ ھولاء الذین یاتونک یسلمونک علیک اتفقہ سلامھم قال نعم وارد علیھم (صـ ) | سلیمان بن سحیم سے روایت ہے کہ میں نے حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی جناب مقدس میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام سے آگاہ ہوتے ہیں فرمایا کہ ہاں اور میں جواب بھی دیتا ہوں۔ |

ہر چند کہ آخر الذکر حدیث منامی ہے لیکن اس میں کوئی امر "احادیث قولی" اور "اقوال مسندہ" کے خلاف نہیں اس لیے یہ بھی رویائے صادقہ اور مبشرات نبوۃ میں داخل ہے اور ان روایتوں میں اس امر کی تفصیل ہے کہ پاس والوں کا سلام خود سنتے ہیں اور قبول فرماتے ہیں اور دور والوں کا سلام فرشتوں کے ذریعہ پیش ہوتا ہے۔

## اہل محبت کا سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں

| | |
|---|---|
| اسمع صلاۃ اھل محبتی ایں ما کان (مطالع المسرات) | میں اپنے اہل محبت کا سلام خود سنتا ہوں وہ جہاں کہیں ہوں۔ |

اس حدیث مقدس میں عاشقان مصطفیٰ اور شیدایان کوئے مدینہ کے لئے ایک بشارت جاں نواز ہے جس پر ہر چاہنے والے کا جی قربان ہونے کو چاہے کہ مجھے چاہنے والے جہاں سے بھی مجھے درود و سلام کریں میں خود بھی سنتا ہوں۔

القصہ ہماری مذکورہ بالا گذارشات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ خطاب و نداء کا دارومدار اس امر پر ہے مخاطب ہمارے خطاب اور ہماری ندا سے مطلع ہو اور ان حدیثوں سے یہ امر واضح ہوا کہ حضور سید المرسلین، رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہر سلام کرنے والے کے سلام سے نہ صرف آگاہ ہوتے ہیں بلکہ سب کا جواب بھی دیتے ہیں پس اس مسئلہ میں اب کون سا شبہ رہ جاتا ہے؟ کہ ہم ان کو اخلاص و عقیدت، عشق و محبت کے جذبات صادقہ سے دنیا کے جس کونہ سے چاہیں پکار سکتے ہیں اور صدا دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ ہماری آواز میں اتنی طاقت نہیں کہ ہماری کمزور صدائیں مدینہ پہنچیں لیکن ان کی رحمت نے صدا دی ہے کہ میں سب سے باخبر ہوں اور اہل محبت کی آواز ہر جگہ سے سنتا ہوں۔

ہند میں بیٹھ کر دے رہا ہوں ندا ہے یقیں سن رہے ہیں میرے مصطفیٰ
یہ سلامت رہے عشق کا رابطہ میں نے مانا مدینہ بہت دور ہے

# ندائے یا رسول اللہ نصوص کی روشنی میں

اوراق سابقہ کی تشریحات سے "مسئلہ ندائے یا رسول اللہ" دن کے اجالے میں آگیا اور امر حق واضح ہو گیا۔ لیکن آئندہ اوراق میں ہم خاص "ندائے یا رسول اللہ" پر شرع مطہرہ کی واضح نصوص پیش کر رہے ہیں تاکہ شکوک و شبہات کا کوئی تار بھی لگا نہ رہے۔ آسانی کے خیال سے ہم نے اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم

گیا ہے

۱۔ ندائے مطلق جو کسی قید و زمانہ کے ساتھ مقید نہ ہو۔
۲۔ عہد رسالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ کر خطاب یا رسول اللہ
۳۔ عہد رسالت میں دور سے ندائے یا رسول اللہ
۴۔ پردہ فرمانے کے بعد قبر انور کے پاس ندائے یا رسول اللہ
۵۔ بعد وصال دور سے یا رسول اللہ کا خطاب

# ندائے مطلق

اب بالتفصیل ہر ایک کے بارے میں تصریحات شرع ملاحظہ ہوں

| | |
|---|---|
| لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم | اے مسلمانو! رسول اللہ کو ایسا نہ پکارو |
| کدعاء بعضکم بعضاً | جیسا آپس میں ایک دوسرے کو |
| (پ۱۸ سورہ نور) | پکارتے ہو۔ |

آیت سے متعلق مندرجہ ذیل تفاسیر میں حسب ذیل تشریحات ہیں۔

| | |
|---|---|
| حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن | ہم سے حارث نے اور ان سے حسن نے اور |
| قال حدثنا ورقاء عن ابی نجیح عن مجاھد | ان سے ورقاء نے اور وہ ابونجیح اور وہ |
| کدعاء بعضکم بعضاً قال امرھم | مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ آیت شریفہ |
| ان یدعوا یا رسول اللہ فی لین و | کے ذریعہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ حضور کو |
| تواضع ولا تقولوا یا محمداً فی | یا رسول اللہ کہہ کر نرمی اور تواضع سے پکاریں |
| تجھم | یا محمد کہہ کر ترش روئی اور تلخی سے آواز نہ دیں |

(ابن جریر طبری جلد ۱۸ صا۲۱)

وعن سعید بن جبیر لاتنادوا باسمه ولا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم والصوت المخفض

(تفسیر نیشاپوری ص۱۲۱)

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حضور کا نام لے کر ندا نہ کرو اور یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو ساتھ ہی تعظیم و توقیر بھی ہو اور آواز بھی نرم و پست ہو

بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ فی لین و تواضع وخفض صوت

(جلالین ص۴۰۲)

یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو نرمی و تواضع ہو آواز میٹھی ہو

قیل لا تجعلوا ندائہ وتسمیتہ کندا بعضکم بعضاً باسمہ ورفع الصوت بہ والنداء وراء الحجرات ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع وخفض الصوت

(بیضاوی تفاسیر اربعہ ص۲۲۲)

کہا گیا کہ رسول اللہ کا پکارنا اور ان کا نام لینا آپس میں ایک دوسرے کے پکارنے اور نام لینے کی طرح مت کرو کہ نام لیکر سخت آواز میں حجرہ شریف کے پیچھے ہی سے پکارو لیکن حضور کے لقب کے ساتھ جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہکر تعظیم اور توقیر و تواضع کیساتھ نرم آواز سے

قیل لا تدعوا باسمہ کما یدعوا بعضکم بعضاً یا محمد یا عبد اللہ ولکن فخموہ وعظموہ وشرفوہ تقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ فی لین و تواضع (تفسیر خازن ص۳۲۲)

نہ پکارو حضور کا نام لے کر جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو جیسے یا محمد یا عبداللہ بلکہ آپ کی تعظیم و توقیر کرو ان کو معظم مکرم رکھو اور نرمی اور تواضع سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔

لا تجعلوا تسميته ونداءه كما يسمي بعضكم بعضا وينادیه باسمه الذی سماه ابوه فلا تقولوا یا محمد ولكن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التعظیم والتوقیر والصوت المخفوض (مدارک ص۳۲۳)

حضور کے نام لینے اور ان کے پکارنے کو آپس کے نام لینے اور پکارنے کی طرح نہ کرو کہ باپ کے رکھے ہوئے نام سے خطاب کرتے ہو تو یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم وتوقیر اور نرم آواز کے ساتھ ندا دو

ای لا تدعوا الرسول باسمه یا محمد کدعاء بعضکم بعضا ولكن عظموه وشرفوه فقولوا له یا نبی اللہ یا رسول اللہ ویا ابا القاسم (تفسیر ابن عباس ص۳۲۳)

رسول اللہ کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایکدوسرے کو پکارتے ہو آپ کی تعظیم وتوقیر کرو اور یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور یا ابا القاسم کہو۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویه وابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذلك بقوله سبحانه لا تجعلوا عظاما لنبيه صلى الله عليه وسلم فقالوا يا نبي الله يا رسول الله (ص) وروی نحو هذا عن قتادة والحسن وسعيد بن جبير ومجاهد (تفسیر روح المعانی جلد ۱۸ ص۲۲۵)

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگ حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہتے تو اللہ پاک نے لوگوں کو اس سے روک دیا یہ آیت نازل فرما کر اس میں حضور کی تعظیم ملحوظ ہے تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیئے اور ائمہ تفسیر میں قتادہ، حسن، سعید بن جبیر اور مجاہد کا یہ قول مروی ہے۔

اولا تجعلوا ندائه کندا بعضکم بعضا باسمه ورفع الصوت به مثل یا محمد یا احمد ولکن بلقبه مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ

(تفسیر احمدی ص۳۲۳)

ان کا پکارنا آپس کے پکارنے کی طرح نہیں کہ نام لیکر چلا کر یا محمد یا احمد کہو لیکن حضور کا لقب یاد کرو جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ

اما قوله تعالیٰ لا تجعلوا الآیة ففیه وجوها احدها وهو اختیار المبرد والقفال لا تجعلوا امره ایاکم ودعائه لکم کما یکون من بعضکم لبعض اذا کان امره فرضا لازما ثانیها لا تنادوا کما ینادی بعضکم بعضا یا محمد لکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ عن سعید بن جبیر وثالثها لا ترفعوا اصواتکم فی دعائه عن ابن عباس رابعها احذروا دعاء الرسول علیکم اذا اسخطتموه

(تفسیر کبیر جلد ۲۴ ص۴۲)

آیت کریمہ لا تجعلوا کا چار مطلب ہے (۱) یہ مبرد اور قفال نے پسند کیا ہے رسول اللہ کا حکم آپس میں ایک دوسرے کے حکم کی طرح نہ سمجھو کہ ان کا حکم فرض اور ضروری ہے (۲) یہ سعید ابن جبیر سے مروی ہے حضور کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو (۳) حضور کی آواز پہ اپنی آواز بلند نہ کرو یہ ابن عباس کی روایت ہے (۴) حضور تم سے خفا ہو کر تمہارے خلاف دعا کریں اور اس کو آپس میں ایک دوسرے کی دعا کی طرح ہلکا نہ سمجھو کہ (ان کی دعا تو مقبول ہے)

مذکورہ بالا دس مفسرین کی تشریحات کی روشنی میں اس آیت کریمہ سے سب سے پہلی اور ہمارے موضوع کے لحاظ سے اہم بات تو یہی ثابت ہوئی کہ خاص لفظ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا حکم اس آیت میں موجود ہے

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ پکارنے میں ادب واحترام ملحوظ رہے اور تعظیم وتوقیر کا خیال رہے۔

تیسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ وہ سامنے ہوں تو آواز بلند ہو۔

اور یہ بھی امر آیت کے مفہوم سے خارج نہیں کہ خود حضور کی بارگاہ میں رہ کر بھی یہ خطاب کیا جا سکتا ہے اور ان کی بارگاہ سے دور رہ کر بھی ان کے عہد گرامی میں بھی یہ ندا جائز تھی اور آج کے زمانہ میں بھی کیونکہ آیت میں نہ کسی عہد کی تخصیص ہے نہ کسی شخص کی نہ غیبت کا ذکر ہے نہ شہود کا۔ اس لئے آیت کے عموم میں سبھی صورتیں داخل ہیں اور سب جائز ہوں گی۔

## ایک شبہہ کا ازالہ

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ خیال ہو کہ صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں تشریح ہے کہ لوگ حضور کے زمانہ میں آپ کا نام لیکر پکارتے تھے تو انھیں اس طرز خطاب سے روکنے اور خطاب کا طریقہ سکھانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس لئے یہ حکم اسی زمانہ اور انھیں لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔

لیکن ہر خادم علم اور محب قرآن پر یہ امر روشن ہے کہ ایسا خیال کرنا صحیح نہیں کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ آیت کی شان نزول خاص ہوتی ہے اور حکم عام ہوتا ہے سب کے لئے ہوتا ہے اور ہر وقت کے لئے ہوتا ہے اور یہاں تو لفظ بھی عام ہے پھر اس آیت گرامی میں تو ائمہ تفسیر کی تشریحات نے ہمارے لئے تائید مزید پیدا کر دی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آیت میں مذکور لفظ دعا کے تین

معانی لغت میں آتے ہیں حکم، دُعا، پکارنا، آیت مذکور میں لفظ دُعا سے اس کے تین معنی میں سے کوئی ایک معنی مراد لئے جاتے لیکن آئمہ تفسیر نے تینوں ہی معانی مراد لئے کہ اس آیت میں دُعا اپنے پہلے معنی میں بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور دوسرے اور تیسرے معانی میں بھی اور سبھی صحیح اور درست اور آئمہ تفسیر سے مروی و منقول ہیں جیسا کہ تفسیر کبیر کی عبارت منقولہ سے ظاہر ہے۔

پس اگر ایک لفظ اپنے چند معانی میں عام ہو سکتا ہے تو ایک ہی معنی کی چند کیفیات اور متعدد حالتیں مراد لینا کیوں جائز نہ ہوگا ؟ مثلاً آیت مذکورہ بالا کے تین معانی میں سے ایک معنی پکارنا ہے۔ اور حکم قرآن یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دینا ہو تو ایسے مت پکارو جس طرح آپس میں ایکدوسرے کو پکارتے ہو پس بحکم قرآن ان تمام طریقوں سے رسول اللہ کو پکارنا منع ہوا جو آپس میں خطاب کا طریقہ ہے جب کہ اس طریقہ میں حضور کی کسر شان ہو اور ان تمام طریقوں سے پکارنا جائز ہے جو آپس میں پکارنے کے طریقے نہیں ہیں بشرطیکہ اس میں حضورؐ کی اہانت اور کسر شان کا کوئی پہلو نہ ہو تو آپس میں ہم ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح پکارنا منع اور لقب محمود کے ساتھ یارسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ جیسا کہ تمام تفاسیر کے حوالہ سے ہم نے ذکر کیا اور ہمارے آپسی پکار کا ایک طریقہ یہ بھی تو ہے کہ ہم قریب ہی سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں دور سے نہیں تو اس طرح بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار سکتے ہیں جب کہ آپ ہم سے دور ہوں اور یہ بھی تو آپسی پکار کا ایک طریقہ ہے کہ ایک دوسرے کو پکارنا زندگی تک ہی محدود ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال بھی پکارا جا سکتا ہے کہ یہ سب پکارنا آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے علاوہ ہے جس کی اجازت قرآن عظیم نے دی ہے۔

# ندائے مطلق احادیث کریمہ کی روشنی میں

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی

| | |
|---|---|
| اذا جلس احدکم فی الصلوٰۃ | جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے |
| فلیقل التحیات للّٰہ والصلوٰت | تو کہے تحیات اللہ کے لئے ہیں، نمازیں اللہ |
| والطیبات السلام علیک | اللہ کے لئے ہیں اور طیبات بھی سلام |
| ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ | ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور |
| وبرکاتہ السلام | برکت ہو اور سلام ہو ہم پر اور اللہ |
| علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین | کے نیک بندوں پر۔ |

(مشکوٰۃ ص۸۵)

واضح ہو کہ یہ حدیث گرامی بھی عہد صحابہ سے لے کر اختتام دنیا تک ہر قرن اور ہر زمانہ کے لئے مسلمانوں کو ایک عام حکم ہے کہ خاص نماز میں تمام دنیا کے کسی گوشہ سے بھی رات و دن میں پانچ مرتبہ اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکاریں "اے نبی" اور ان پر سلام عرض کریں پس جب عین عبادت الٰہی اور نماز پنجگانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا سلام کرنا شرک نہیں ہوا تو نماز سے باہر تو بدرجہ اولیٰ شرک نہ ہوگا اور شرعاً محمود و مستحب ہوگا۔

## ایک شبہ کا ازالہ

یہاں بھی بعض حضرات کو یہ وسوسہ لاحق ہوتا ہے کہ نماز کے قعدہ میں مسلمان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اے نبی کہہ کر خود خطاب نہیں کرتا بلکہ اس مخاطبہ کی نقل اور حکایت کرتا ہے جو معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پروردگار میں ہوا تھا۔ اس لئے ہم ائمہ اعلام اور اساطین اسلام کی تشریحات سے اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ نماز کا یہ خطاب صرف حکایت اور نقل ہی نہیں ہے خاص نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ سمجھ کر خطاب کرتا ہے کہ وہ سن رہے ہیں اور جواب دیں گے چنانچہ درمختار جو فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب ہے اس میں تحریر ہے۔

| | |
|---|---|
| یقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ له علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ | الفاظ تشہد سے اسکے معنی مراد لے یعنی وہ خود رب العالمین کو تحیتہ بھیج رہا ہے اور اپنے پیغمبر کو سلام کر رہا ہے اور مسلمان اور اولیاء کرام کو بھی۔ |
| (درمختار جلد اول ص۳۵۰) | |

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وبعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۴۰۱) | کچھ عرفا کہتے ہیں کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں ساری ہے پس آنحضرت مصلیوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں تو مصلیوں کو چاہیئے کہ اس معنی سے غافل نہ رہیں اور قرب کے انوار اور معرفت کے بھید سے روشن اور کامیاب ہوں۔ |

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ | اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر |

| | |
|---|---|
| وسمتد وشخصه الکرہیمۃ وقل سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولیصدق املک فی انہ یبلغہ ویرد ما ھو ادنی منہ | کرو اور کہو کہ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اور یہ سچی امید رکھے کہ سلام حضور تک پہنچ رہا ہے اور وہ مناسب جواب دے رہے ہیں۔ |

(احیاء العلوم جلد اوّل ص۲۰۱)

# عہد رسالت میں قریب سے ندائے یا رسول اللہ

اس امر کے ثبوت کے لئے یہ بتا دینا کافی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز خطاب ہی یہی تھا کبھی کچھ عرض کرتا ہو تو یا رسول اللہ، کچھ طلب کرتا ہو تو یا رسول اللہ کسی کا جواب دینا ہو تو یا رسول اللہ، سلام کرنا ہو تو یا رسول اللہ الغرض صحابہ کرام نے آیت شریف لا تجعلوا الاٰیۃ کے حکم کو اپنا حرز جان بنا لیا تھا اور عام طور سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح خطاب کرتے تھے

ہم نے اس نقطہ نظر سے بخاری شریف کا ایک سرسری جائزہ لیا تو صرف دو پاروں میں چوّن بار آپ کا نام نامی اسی ادب و احترام سے خطاب یا رسول اللہ کے ساتھ مذکور ہوا جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک کتاب بخاری میں لگ بھگ آٹھ سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ "یا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا اور ندا دی گئی اسی سے دیگر کتب احادیث اور صحابہ کرام کے ایک عام طرز عمل کا اندازہ ہو سکتا ہے بلکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ انسان ہی نہیں شجر و حجر، خشک و تر کا بھی انداز خطاب یہی تھا

| | |
|---|---|
| عن برہ بنت ابی تجراۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین | برہ بنت ابی تجراہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پروردگار نے جب |

لما اراد کرامته وابتداءه بالنبوة کان اذا خرج لحاجة ابعد حتی لا یری بیتا ویفضی الشعاب و بطون الاودیة فلا یمر بحجر ولا شجر الا قالت السلام علیک یا رسول اللہ وکان یلتفت من یمینه وشماله وخلفه فلا یری احدا (مستدرک للحاکم جلد ۴ صفحہ ۷)

نبوت سے سرفراز فرمانا چاہا اور نبوت کی ابتدا ہوئی تو آپ ضروریات کے لئے آبادی سے دور چلے جاتے۔ اور گھاٹیوں اور وادیوں سے گزرتے تو کسی درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ آپ آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھتے تو کسی کو نہ پاتے۔

# عہد رسالت میں دور سے صدائے یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حدیث شریف امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ نے تخریج کی اور امام بیہقی اور حاکم نے روایت کی اور اس کی تصحیح اس طرح دو اماموں نے اس حدیث کو صحیح کہا اور صحاح ستہ میں سے تین کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔

عن عثمان بن حنیف ان اعمیٰ قال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق فتوضاء ثم صل رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبی محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی ان یکشف عن بصری

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھ کھول دے آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں اے محمد میں آپ کو آپ کے

| | |
|---|---|
| اللّٰھم شفعہ فی قال فرجع وقد | رب کی بارگاہ میں وسیلہ سے لاتا ہوں کہ میری آنکھ |
| کشف اللہ عن بصرہ | کھل جائے یا اللہ انکی سفارش میرے بارے میں |
| (شفائے قاضی عیاض جلد ۱ صـ۲۷۳) | قبول فرمائے تو وہ اس حال میں لوٹا کہ آنکھ روشن ہوگئی |

ابن ماجہ نے اپنی سنن کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں یہ حدیث ذکر کرکے یہ تحریر کیا قال الواسحاق ھذا حدیث صحیح۔ الواسحاق کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی سندی امام الوالحسن محمد ابن الہادی حنفی میں ہے۔

| | |
|---|---|
| فیہ جواز النداء باسمہ فی مقام | حدیث مذکور میں حضور اکرم کے نام سے |
| التشفع بہ لان المتام لودی بہ من | ندا جائز ہے جبکہ حضور سے سفارش کا مقام ہو کیونکہ |
| التعظیم مالودی ذکرہ بالقلب | اس طرح مقام حضور کو تعظیم کے اس مرتبہ پر |
| وفیہ احضارہ فی اثناء الدعاء | پہنچا دیگا جس پر قلب سے ذکر کرنے پر پہنچا |
| والخطاب معہ فیہ جائز کاحضارہ | دیگا۔ اسی طرح دعا اور حضور سے خطاب کے |
| فی اثناء الصلوٰۃ والخطاب فیہ | درمیان حضور کو حاضر کرنے کا جواز معلوم ہوا |
| (ابن ماجہ جلد اول صـ۱۹۴) | جس طرح نماز کے درمیان سے خطاب میں حاضر کرنا جائز ہے |

اس حدیث عظیم وجلیل صحیح ورجیح کا سیاق وسباق اور اس کے متعدد الفاظ مثلاً انطلق، جاء اور فرجع پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ یہ دعا دور سے پڑھ کر اپنی حاجت روائی کی درخواست کی گئی نہ نماز پڑھ کر حضور کے پاس آکر "یامحمد انی اتوجہ بک" نہیں کہا گیا۔ اور عہد صحابہ سے اب تک علماء اس حدیث کا مطلب یہی سمجھتے رہے جیسا کہ صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف سے اس کے بعد تشریح نقل کی جا رہی ہے کہ نہ صرف عالم غیب میں بلکہ حضور کے وصال کے بعد بھی انھوں نے ایک شخص کو "یامحمد انی اتوجہ بک الی ربک" پڑھنے کی تلقین کی۔

# بعد وصال قبر انور کے پاس خطاب

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمر قال من السنة ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة یجعل ظہرک الی القبلة واستقبل القبر بوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

(مسند امام اعظم ص ۱۰۳)

حضرت ابوحنیفہ نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آئے۔ پیٹھ قبلہ کی طرف کرلے اور رخ قبر انور کی طرف پھر کہے سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت

ثم یقول فی موقفہ السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا خیرة اللہ من جمیع خلقہ ثم یسأل النبی الشفاعة فیقول یارسول اللہ اسئلک الشفاعة

(فتح القدیر جلد اول ص ۲۶)

مواجہ اقدس میں کھڑے ہو کر کہے السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا خیر خلق اللہ، سلام ہو آپ پر اے سب مخلوق سے اچھے اور منتخب پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے کہ یارسول اللہ میں آپ کی شفاعت کا خواستگار ہوں۔

ثم یقول السلام علیک یانبی اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اشھد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة

(قاضی خاں جلد اول ص ۱۲۸)

پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کی رحمت وبرکت میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے رسالت پہنچائی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی۔

ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل
صورتہ الکریمۃ البھیۃ کانہ نائم
فی لحدہ عالم بہ ویسمع کلامہ
ثم یقول السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ واشھد انک رسول اللہ
قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ
ونصحت الامۃ
(عالمگیری جلد اوّل ص۱۳۶)

اور اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہو
جاتا ہے اور آپ کی صورت پاک کا تصور جمائے
گویا کہ حضور قبر میں لیٹے ہوئے اس کا کلام
سن رہے ہیں پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے
نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں
آپ نے رسالت کا حق ادا کیا اور امانت پہنچائی
اور امت کی خیر خواہی کی۔

ثم تنھض متوجھا الی قبر الشریف
مستدبر القبلۃ محاذیا لراس النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وجہ الاکرم ملاحظا
نظرہ السعید الیک وسماعہ کلامک
وردہ علیک سلامک وتامینہ
علی دعائک وتقول السلام
علیک یا سیدی یا رسول اللہ السلام
علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا
حبیب اللہ الخ (مراقی الفلاح ص۴۰۴)

پھر قبلہ کی طرف پشت اور قبر انور کی طرف
رخ کر کے حضور کے سر مبارک کے مقابل
کھڑا ہو کر ان کی نگاہ تجھ پر پڑ رہی ہے وہ
تیرا کلام سن رہے ہیں اور سلام کا جواب دے
رہے ہیں اور تری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں
اور زائر یوں کہے کہ سلام ہو آپ پر اے میرے
سردار یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر
اے اللہ کے نبی اور اس کے حبیب۔

واذا اتی قبر الکریم فیسلم ویدعوا
ویسأل اللہ ان یوصلہ الی اھلہ
سالما ویقول غیر مودع یا رسول
اللہ ویجتھد فی خروج الدمع فانہ

حضور کی قبر انور پر آکر سلام کرے دعا کرے
اور اللہ سے یہ التجا کرے کہ اپنے گھر والوں میں
صحیح سالم واپس ہو اور کہے یا رسول اللہ اور
اس بات کی کوشش کرے کہ کچھ آنسو نکل پڑے

امارات القبول کہ یہ دعا کے قبولیت کی علامت ہے۔

(شامی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

یقین داند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از حضور وے وقیام او و زیارت حاضر و آگاہ است وبصوت معتدل بصفت حیاء و وقار سلام گوید السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ تا آخر عبارت کہ در مسائل زیارت نوشتہ است

اور اس بات کا یقین رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زائر کی زیارت اور زیارت کیلئے اس کے کھڑے ہونے سے آگاہ ہیں اور نرم آواز میں حیا اور وقار کے ساتھ سلام کہے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ سلام کے آخری صیغہ تک جو زیارت کی کتابوں میں تحریر ہے

(جذب القلوب صفحہ ۱۶۸)

ویقول السلام علیک یارسول اللہ

اور السلام علیک یارسول اللہ کہے

(احیاء العلوم للغزالی جلد اول صفحہ ۱۶۸)

آثار صحابہ، نصوص فقہیہ اور اعیان اسلام کی یہ نو عبارتیں نمونتہ ذکر کی گئی ہیں جن میں بالاتفاق یہی حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر غایت خشوع وحضور اطمینان وسکینہ کے ساتھ "یارسول اللہ" "یانبی اللہ" "یا خیر خلق اللہ" کہہ کر ندا کرے سلام عرض کرے۔ پھر کوئی کہتا ہے یہ سمجھو گویا سرکار لیٹے ہوئے تمہارا سلام سن رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہے بس تو انہیں کی طرف متوجہ رہ اور ان کی نگاہ کو اپنی طرف متوجہ دیکھ۔ کوئی کہتا ہے تو یہ دیکھ کہ تیرا اسلام سن رہے ہیں، جواب دے رہے ہیں، تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے تو یقین کر کہ وہ تیری زیارت، تیرے حضور، تیرے قیام سے آگاہ ہیں عبارتیں مختلف ہیں منشاء سب کا ایک ہے کہ حضور سید الرسل، رسول رب العالمین کے قبر انور پر حاضر ہوکر "یانبی سلام علیک" کہنے والے سے باخبر ہیں اور حاضری بارگاہ عزت پناہ کا یہ طریقہ نداء وخطاب ہی طریقۂ مسلوکہ فی الدین ہے۔

# بعد وصال دور سے خطاب

اس حدیث کو طبرانی اور ابونعیم، ابن مندہ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد موت میں ذکر کیا ہے اور شرح شفاء ملا علی قاری جلد اول ص۱۴۹ کے الفاظ یہ ہیں۔

| | |
|---|---|
| وذکر عن نعمان بن بشیران زید | حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں |
| ابن خارجة خرمیتا فی ازقة | کہ زید بن خارجہ یک بیک مدینہ شریف |
| المدینة فرفع وسجی اذسمعوه | کی کسی گلی میں گرے اور روح پرواز کر گئی |
| بین العشائین والنساء یصرخن | اٹھا کر گھر لائے گئے اور کپڑے سے ڈھک |
| حوله یقول انصتوا انصتوفخر عن | دیئے گئے مغرب اور عشا کے درمیان اس حالت میں کہ |
| وجهه فقال محمد الرسول اللہ النبی | عورتیں ان کے اردگرد رو رہی تھیں سنا گیا کہ وہ کہہ رہے |
| الامی وخاتم النبیین وکان ذالک | ہیں چپ رہو، چپ رہو، پھر چادر الٹ دی اور |
| فی کتاب اول ثم قال صدق صدق | بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، امی |
| وذکر ابابکر وعمر ثم قال السلام | خاتم النبیین ہیں یہ پہلی کتاب میں مذکور ہے پھر بولے |
| علیک یارسول اللہ ورحمة اللہ | سچ کہا سچ کہا پھر ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا پھر کہا |
| وبرکاته ثم عاد میتا | السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ |
| (شفاء جلد اول ص۱۷۲) | پھر مردہ ہو گئے۔ |

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح شفا میں اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| افلم ان صاحب الاستیعاب ذکر فی | صاحب استیعاب نے زید بن خارجہ کے بارے |

زید بن خارجۃ انہ ھو الذی تکلم بعد الموت لا یختلفون فی ذالک قال الذھبی ھو الصحیح
(شرح شفائے اوّل ص۶۵)

ہیں فرمایا کہ موت کے بعد کلام کرنے والے یہی ہیں اس میں اختلاف نہیں اور امام ذہبی نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفانؓ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجۃ فلقی عثمان بن حنیفؓ فشکی ذالک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیفؓ ایت المیضاۃ فتوضا ثم ایت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قال اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک
معجم للطبرانی
بحوالہ انوار الانتباہ ص۳۳

ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسکی طرف متوجہ نہ ہوئے اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مل کر یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس سے کہا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے رجوع ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں پس میری یہ حاجت پوری کی جائے اور اپنی ضرورت کا ذکر کر دینا

اس کے بعد حدیث میں پوری تفصیل ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس عمل کے بعد اس شخص کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اس کی ضرورت پوری کی اس آدمی نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے دوبارہ ملاقات کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی جس کے نتیجہ میں وہ پوری توجہ سے ملے اور حاجت

برآری فرمائی، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سفارش تو نہیں کی مگر میں نے دیکھا کہ حضور ایک نابینا کو یہ دُعا بتارہے تھے تو میں نے تم کو یہ دُعا بتادی اور مولا تعالیٰ نے اس کی برکت سے تمہارا یہ کام پورا کر دیا۔ امام طبرانی اور امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بعد وصال دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا جواز اسی حدیث سے فراہم کیا جبھی تو ایک ضرورت مند کو اسی حدیث کے حوالے سے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ راستہ میں دشمنوں کے پانچ ہزار لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پاسکے تھے کہ تازہ دم پانچ ہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اس وقت نہایت بیقراری میں حضرت کعب ابن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے پکارا

| | |
|---|---|
| یا محمداہ یا محمداہ یانصراللہ انزل | یارسول اللہ، یارسول اللہ اے اللہ کی مدد |
| یامعشرالمسلمین اثبتوا انما ھی | اتر آ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو |
| الساعۃ وانتم الاعلون | یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے پھر تمہیں غالب |
| (فتوح الشام ص۲۹۹) | ہو گے۔ |

خیال فرمایئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر پُرانوار مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک محسوس کر کے، مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا، اپنے حبیب اپنے فریادرس اور اپنے رحمۃ اللعالمین کو پکار رہا ہے سچ کہا ہے امام بوصیری نے۔

| | |
|---|---|
| یااکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک | اے ساری مخلوق سے افضل میں کس کی پناہ لوں |
| عند حلول الحادث العمم قال اھل | سوائے آپ کے مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں کون |

| | |
|---|---|
| بیت من مزینہ لصاحبہم و ھو بلال | سے ہے قبیلہ مزنیہ کے ایک گھرانے والوں نے |
| بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ | اپنے سربراہ سے کہا قحط کی شدت سے ہم لوگ |
| قد ھلکنا فاذبح لنا شاۃ قال لیس | تباہ ہو گئے آپ ہمارے لئے ایک بکری ذبح |
| فیھن شئی فلم یزالوا بہ حتی ذبح فسلخ | کیجئے سربراہ جو بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے کہنے لگے |
| عن عظم احمر فنادی یا محمداہ | بکریوں میں کچھ نہیں رہ گیا ہے ان لوگوں نے ضد کی تو |
| فادی فی المنام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ | آپ نے ایک بکری ذبح کی کھال اتاری تو سرخ رنگ |
| اتاہ فقال ابشر بالحیات | کی ہڈی نظر آئی یہ منظر دیکھ کر آپ چیخ اٹھے یا محمداہ خواب میں |
| (کامل لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۴) | حضور تشریف لائے فرمایا خوشخبری ہو فراخ سالی آ رہی ہے |

اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا امام ابن سنی اور امام بشکوان نے بھی روایت کیا۔

| | |
|---|---|
| روی ان عبد اللہ بن عمر خدرت | حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سوج |
| رجلاہ فقیل لہ اذکر احب الرجل | گیا کسی نے ان سے کہا آپ کو جو سب سے پیارا ہو |
| الیک فصاح یا محمداہ فانتشرت | اس کو یاد کرو آپ نے چیخ کر صدا لگائی یا محمداہ |
| (شفاء جلد ۲ صفحہ ۲) | تو پاؤں کھل گیا۔ |

سبحان اللہ مشورہ تو یاد کرنے کا دیا گیا لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چیخ پڑے نعرۂ یا محمد لگایا کیوں نہ ہو۔

یا محمد پکارا جو منجدھار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا
جو سمجھتا نہیں ان کو مختار کل وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

مذکورہ بالا عنوان بعد وصال دور سے خطاب کے تحت ذکر کئے گئے آثار میں پہلا اور دوسرا واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہے اور تیسرا اور چوتھا بلکہ پانچواں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس کا ہے پھر پہلا واقعہ

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے مکان کا ہے دوسرا بھی ظاہر ہی ہے کہ قبر انور سے دور اور مواجہ اقدس سے الگ تھلگ ہی کا ہے اور تیسرا واقعہ تو حجاز مقدس سے منزلوں دور حدود شام کا ہے چوتھا واقعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کا ہے الغرض یہ سب واقعات بعد وصال اور مزار پر انوار سے دور بلکہ دور دراز سے خطاب و ندا کے ہیں جو نمونتہً ذکر کیے گئے تحقیق و تلاش کے بعد اور بہت سی شہادتیں فراہم ہو سکتی ہیں۔

پس کیا اب بھی کسی کو ندائے یا رسول اللہ میں شبہہ ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی اس کو شرک کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی عبداللہ بن عمر بلال بن حارث، کعب ابن ضمرہ وغیرہ صحابہ کرام کو مشرک کہنے کا حوصلہ رکھے۔

## ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی تسلسل

یہاں تک ہم نے جو عرض کیا ہے اس کے پہلے ٹکڑے میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسئلہ ندائے یا رسول اللہ عقل و شعور کے خلاف نہیں۔ مشاہدات و تجربات کی روشنی میں سارے انسانوں کا عمل یہ فیصلہ دیتا ہے کہ خطاب و ندا کا دار و مدار حاضر و غائب پر نہیں مطلع ہونے اور آگاہی پا جانے پر ہے اور چونکہ احادیث و آثار کی شہادتیں یہ بتاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احوال امت پر مطلع ہیں اس لئے انھیں پورے خطۂ ارضی میں کہیں سے بھی پکارنے میں عقلاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

دوسرے ٹکڑے میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مجوزین کے پاس صرف عقلی دلائل اور قیاسی مفروضے ہی نہیں ہیں جس کی بنیاد پر وہ صدائے یا رسول اللہ بلند کرتے ہیں بلکہ خاص نقلی شواہد کی روشنی میں بھی یہ مسئلہ قرآن و حدیث آثار و عمل صحابہ کی گرانقدر شہادتوں

سے پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے۔ ایک آدمی عقل سے بالکل آنکھیں بند بھی کرے تو نقلی دلائل کی روشنی میں خاص لفظ یارسول اللہ کے ساتھ ندا کا ثبوت اپنی تمام تفصیلات حاضر و غائب اور دور و نزدیک کے ساتھ ثابت اور واضح پس یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ یہ کہا جائے کہ غیر خدا کے لئے لفظ یا کا استعمال ہی شرک ہے۔

اب مذکورہ بالا عنوان کے تحت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دلائل عقل و نقل سے قطع نظر اس مسئلہ کی ایک تاریخی اہمیت بھی ہے چودہ سو سال کی اس طویل مدت میں امت مسلمہ کے معاشرے میں ندائے یارسول اللہ کی جڑیں اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہیں کہ اسلام و مسلمانوں کو اس سے الگ کرنے کی ہر کوشش سے پہلے اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں تبدیلی کرنی ہوگی اور رہنمایان اسلام کی فہرست کو از سر نو ترتیب دینا ہوگا۔ کیونکہ علماء و صلحاء آئمہ و مجتہدین، صحابہ و تابعین، مفتی و قاضی، خواص و عوام، شعراء و خطباء الغرض طبقات اسلامی میں سے کون سا طبقہ ہے جو اس ندائے دلنواز سے خالی ہے۔

پھر یہی نہیں کہ صرف شاعرانہ ذوق اور عشق و محبت کے غلبۂ شوق میں لوگوں نے یہ نعرے لگائے ہوں اور درد و فراق میں ڈوب کر یہ عاشقانہ خطاب کیا ہو۔ صاف صاف استغاثہ و امداد بھی ہے اور ندائے فریاد بھی حد تو یہ ہے کہ اوراد و وظائف میں بھی یہ خطاب و ندا موجود ہے۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

## عہد صحابہ میں ندائے یارسول اللہ ﷺ

صح ان ابن عمر کان اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک

یہ بات درجۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سفر سے آتے حضور کی قبر انور پہ حاضر ہو کر کہتے سلام ہو آپ پہ یارسول اللہ

| | |
|---|---|
| یارسول اللہ السلام علیک یا | سلام ہو آپ پر یا ابا بکر سلام ہو آپ |
| ابابکر السلام علیک یا ابتاہ | پر اے میرے باپ۔ |

(خلاصۃ الوفاء ص ۶۷ شفا جلد ۲ ص ۶۷)

## وصال کے بعد ایک اعرابی نے مزار پر انوار پر کھڑے ہو کر عرض کیا

| | |
|---|---|
| یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ | اے ان سب کے افضل جنہیں زمین میں دفن |
| فطاب من طیبہن القاع والاکم نفسی | کیا گیا اور جنکی خوشبو سے برابر زمین اور ٹیلے سب |
| الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ | خوشبودار ہو گئے میری جان اس قبر پر جس میں آپ |
| العفاف وفیہ الجود والکرم | ساکن ہیں اسمیں پاکدامنی ہے اس میں بخشش ہے |
| (خلاصۃ الوفاء ص ۸۵ شفاء المقام ص ۴۶) | اسی میں کرم ہے۔ |

## آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ آپ کے درد و فراق میں کہتی ہیں

| | |
|---|---|
| الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا | یارسول اللہ آپ ہی ہماری امیدوں کی آماجگاہ |
| وکنت بنا برولم تک جافیا | تھے اور آپ ہم پر مہربان تھے اور ہمارے ساتھ سختی |
| فلو ان رب الناس ابقی محمدا | کرنے والے نہ تھے اگر اللہ تبارک وتعالے حضور |
| سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا | صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی رکھتا ہم خوش ہوتے مگر |
| (بحوالہ انوار ساطعہ ص ۲۴۱) | حکم الہٰی تو ہو چکا تھا۔ |

## دربار رسالت کے سرکاری شاعر حضرت حسان بن ثابت آپکے فراق میں کہتے ہیں

| | |
|---|---|
| ما بال عینک لا تنام کانما | تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے جو سو ہی نہیں پا رہی ہیں |
| کحلت ما فیھا بکحل الارمد | اس کے گوشہ ہائے بےخوابی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے یہ گھبرا گئی |

جزعا علی المھدی اصبح ثاویا — ہوئی ہے اس ہادی پر جسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے

یا خیر من وطئ الحصی لا تبعد — اے ان سب میں بہترین جو نا مانوس راستوں پر چلے

یوما یقیک الترب لحفی لیتنی — جس دن مٹی نے آپ کو اپنے دامن میں محفوظ کیا۔

غیبت قبلک فی بقیع الغرقد — اے کاش آپ سے پہلے ہی میں مٹی میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۴ ص۶۶۹)

# عہد تابعین میں ندائے یا رسول اللہ

عن علقمۃ قال اذا دخلت المسجد اقول السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (شفا جلد ۲ ص۵۴)

حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد رشید حضرت علقمہ کہتے ہیں میں جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو

عن محمد بن سیرین کان الناس یقولون اذا دخلوا المسجد صلی اللہ و ملئکتہ علی محمد السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (شفا جلد ۲ ص۵۴)

جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کہتے اللہ اور اس کے فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

یہ واقعہ تاریخ کی متعدد کتابوں میں ہے یہاں ہم کامل ابن اثیر کے حوالہ سے تحریر کر رہے ہیں۔

فاجتاز بہم علی الحسین واصحابہ صرعی فصاحت النساء ولطمن خدودھن وصاحت زینب اختہ یا محمداہ صلی

جب کربلا کے قیدیوں کو لے کے چلے تو حضرت امام عالی مقام اور انکے شہید ساتھیوں کے بے گور و کفن لاشوں پر انکا گذر ہوا تو عورتوں کی چیخ نکل گئی اور اضطراب

علیک ملٰئکۃ السماء بھذا الحسین بالعراء
مزمل بالدماء مقطع الاعضاء
دیناتک سبایا ذریتک
مقتلۃ تسفی علیہا الصباء
(کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۴)

میں منہ پیٹ لیا اس وقت زینب بنت علی نے اپنے نانا کو صدا دی یا محمداہ آپ پر آسمان کے فرشتے درود پڑھیں یہ حسین ویرانے میں پڑے ہیں خون میں لتھڑے ہیں اعضاء پارہ پارہ اور آپ کی لڑکیاں قید ہیں آپ کی ذریت مقتول پڑی ہیں جن پر ہوا خاک دھول اڑا رہی ہے

## حضرت امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں

یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجو رضاک واحتمی بحماک
واللہ یا خیر الخلائق ان لی قلبا
مشوقا لا یروم سواک
(بحوالہ فیصلہ حق و باطل ص ۱۱)

اے سید السادات میں آپ کا قصد و ارادہ کرکے آیا ہوں میں آپ کی رضا تلاش کرتا ہوں اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ کی قسم اے سب میں اچھے میرا ہر شوق دل آپ کے سوا کسی اور کا قصد ہی نہیں کرتا۔

## عہد تبع تابعین میں ندائے یا رسول اللہ ﷺ

امام جوزی نے کتاب العیون اور امام سیوطی نے شرح الصدور میں نقل فرمایا ہے

ان ثلثۃ اخوۃ من الشام کانوا یغزون وکانوا فرسانا شجعانا فاسرھم الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوجکم بناتی وتدخلون فی دین النصرانیۃ فابوا وقالوا یا محمداہ فامر

شام کے تین بھائی غزوہ کرتے تھے اور بہادر شہسوار تھے رومیوں نے انہیں قید کر لیا۔ بادشاہ نے انہیں لالچ دلائی میں تمہیں جاگیر بھی دوں گا اور اپنی لڑکیوں سے شادی بھی کر دوں گا شرط یہ ہے کہ عیسائیت قبول کر لو ان لوگوں نے

الملك بثلاثة قدور فصب فيها
الزيت ثم اوقد تحتها ثلاثة ايام
يعرضون فی کل یوم علی تلك القدور
یدعون الی دین النصرانیه فیابون
فالقی الاکبر فی القدر ثم الثانی
(شرح الصدور صـ۸۹)

صاف انکار کر دیا اور یا محمداہ کا نعرہ مارا تو
بادشاہ نے مایوس ہو کر تین برتنوں میں تیل گرم
کرنے کا حکم دیا اور ہر دن ان بھائیوں کو
یہ منظر دکھایا جاتا تیسرے روز بڑے بھائی
پھر منجھلے بھائی کو تیل کے کھولتے ہوئے
برتن میں ڈال دیا گیا۔

واقعہ کا بقیہ حصہ اس طرح ہے کہ تیسرے کی سفارش ایک درباری نے کی کہ میں اس کو راہِ راست پر لاؤں گا۔ اس نے یہ کام اپنی ایک حسین و جمیل نا کتخدا لڑکی کے سپرد کیا مگر وہ اس نوجوان کی عبادت و ریاضت اور اس لڑکی کی طرف عدم توجہ سے متاثر ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کے ساتھ فرار کا منصوبہ بنایا اور دونوں اس میں کامیاب ہو گئے دو دن چھ مہینہ کے بعد ایک روز عالم بیداری میں وہ دونوں شہید بھائی فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور اس لڑکی کا نکاح اس چھوٹے بھائی سے کر دیا

مجدد مائتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرہ فی الروایۃ نفسہا اور طرطوس ایک سرحدی شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا کما ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ہارون رشید کا زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے تو یہ تینوں شہدائے کرام لا اقل تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی (انوار الانتباہ صـ۳۷)

اس تاریخی واقعہ سے کئی امر ثابت ہوئے۔

(۱) تبع تابعین میں سے تین شہیدوں نے مصیبت کے وقت یا محمداہ کا نعرہ مارا۔ (۲) کم از کم امام جوزی اور امام جلال الدین سیوطی نے اس واقعہ کو ثابت اور برقرار رکھ کر مصیبت کے وقت یا رسول اللہ کے نعرے کے جواز کی تائید کی۔

مولانا روم کے استاذ و پیر مولانا شمس تبریز فرماتے ہیں

# عہد مابعد میں ندائے یارسول اللہ

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

یارسول اللہ آپ ہی اپنے خالق کے خاص حبیب ہیں
آپ خدائے پاک اور بے مثل کے برگزیدہ ہیں

## حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

خرابم در غم ہجر جمالت یارسول اللہ
جمال خود نما رحمے بجان زار و شیدا کن
بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما
بہ لطف خود سر و ساماں جمع بے سر و پا کن
(اخبار الاخیار ص ۳۲۳)

یارسول اللہ آپ کے جمال کی جدائی کے غم میں برباد ہو گیا اپنا جمال دکھایئے اور اس جان زار پر رحم کیجئے یارسول جس صورت سے بھی ہو کرم فرمایئے اپنی مہربانی سے اس گروہ بے سامان کے اسباب فراہم فرمایئے

## عارف باللہ عالم حق آگاہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یانبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا فارغ نشینی
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

جدائی سے دنیا کی جان نکل گئی اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں محروموں سے آپ کیوں فارغ ہو کر بیٹھ گئے آپ رحمت الٰہی کا دل ہیں یہی بہتر ہے کہ کبھی کبھی خشک لب والوں کے حال پر ایک نگاہ کرم ڈالیئے

الوبان فارسی کے رکن عظیم، دریائے معرفت کے شناور اور علم ظاہری کے بحر زخار حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے
ز قدر رفیعت بدر گاہ حے
کہ باشند مشتے گدایان خیل
بمہمان دارالسلام از طفیل
چہ وصف کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ ای نبی والسلام
(بوستان)

خداوند قدوس کی بارگاہ رفیع میں آپکی جو قدر و منزلت ہے اس میں سے اے میرے سردار کیا کمی ہوگی (کچھ نہ ہوگی) اگر تھوڑے سے آپ کی جماعت کے بھکاری آپ کے طفیل میں آپ کے مہمان خانہ جنت میں داخل ہوجائیں آپکی تعریف سعدی کیا جو ناقص ہے کیا کر سکتا ہے بس آپ پر بے شمار درود ہوں اے نبی اور سلام ہو۔

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں

ینادی ضارعاً بخضوع قلب
و ذل وابتھال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا
نوالک ابتغی یوم القضاء

ایک مصیبت زدہ فریادی آپ کو دلی فروتنی کے ساتھ پکار رہا ہے اور گڑگڑا کر التجا کر رہا ہے اے اللہ کے رسول اے سب مخلوق میں افضل میں آپ کا انعام اور نوازش قیامت کے دن چاہتا ہوں

بہرکیف! مندرجہ بالا حوالجات اور حقائق و معلومات کے اجالے میں بخوبی واضح ہوگیا کہ مسئلہ ندائے یارسول اللہ کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے اور عہد صحابہ سے لے کر اس وقت ہر زمانے اور ہر قرن میں ندائے یارسول اللہ کی گونج سنائی دیتی ہے یہاں ہم نے ہر عہد کے صرف چند حوالے ہی بطور نمونہ پیش کیا ہے ان کے علاوہ بہت سے واقعات و حوالجات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر قلم زد کئے جارہے ہیں۔

اب یہ اور بات ہے کہ آج کا نام نہاد مسلمان اور خود ساختہ توحید کا متوالا

اسلام کی اس چودہ سو سالہ تاریخ کو ملیامیٹ کرنے کے لیے کمربستہ ہو اور عامۃ المسلمین کو جادۂ حق سے ہٹانے کے لیے نئے نئے فتنے جگائے اور علماء و صلحا ائمہ و مجتہدین، صحابہ و تابعین، مفتی و قاضی، خواص و عوام، شعراء و خطباء اور مختلف طبقات اسلامی کو مشرک و کافر کہنے کی جرأت کرے۔

بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترام نبوت کا کماحقہٗ پاسدار
مسلکِ اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کا صحیح ترجمان
قرآن پاک کا صحیح اور سب سے زیادہ مقبول ترجمہ
کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی زبان
کنزالایمان شریف
ترجمۂ قرآن (اردو)
اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز
قاری محمد ظفر احمد ابن مفتی محمد مظفر احمد کی خوش الحان تلاوت قرآنِ پاک۔
محترم سید محمد علی حمزہ گوہر کے منفرد انداز میں ترجمۂ قرآن۔
جدید ترین اسٹوڈیو میں ماہرین کی زیرِ نگرانی اسٹیریو ریکارڈنگ۔
تیس ۳۰ کیسٹوں پر مشتمل مکمل سیٹ۔ ہر پارہ علیحدہ کیسٹ میں۔
منجانب: ضیاء ٹیپ لائبریری
میمن مسجد مصلح الدین گارڈن پوسٹ بکس نمبر ۱۳۲۲۵ - کراچی ۲
فون: ۲۲۶۵۶۸
تعاون: آن اسٹوڈیو - (آن ڈیکوریشن) - میٹھادر - کراچی